TQ Lesson 214 Surah Luqman 16-19 tafsir2

آیت نمبر 17 سے کیا بات ہمارے سامنے آئی کہ اصلاحِ عمل کرنا ہے نماز قائم کرنی ہے، نیکی کا حکم دینا ہے، بدی سے منع کرنا ہے اور جو مصیبت بھی پڑے اس پر صبر کرنا ہے یہ وہ باتیں ہیں جن کی بڑی تاکید کی گئی ہے اور یہ بڑے کاموں عملوں میں سے ہیں۔ تو ہم اپنی ایک بہن سے پوچھتے ہیں کہ یہ ابھی ابھی پاکستان سےآئی ہیں تو ہم نےجتنا بھی پڑھا ہے ہم میں سے ہر مسلمان کا یہ فرض بنتا ہے کہ ہم کوشش کریں اس پرعمل کرنے کی تو انہوں نے وہاں پر کیا کیا ؟السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ میں پونے دو مہینے پہلے پاکستان گئی تھی ابھی اتوار کو واپس آئی ہوں اور اچھا رہا الحمداللہ کوئی پریشانی نہیں ہوئی اللہ کا بہت احسان ہے پاکستان میں جیسے حالات چل رہے تھے اور مجھے بڑا ڈر تھا کہ عموماً آپ پیسے تبدیل کرانے جاتے ہیں تو بھی آپ کے ساتھ کچھ نہ کچھ حادثات ہو جاتے ہیں یا آپ کچھ پہن کے گھر سے نکلے ہیں یا کچھ بھی تو حالات ایسے ہیں کہ کبھی بھی کچھ بھی ہو سکتا ہے۔ لیکن الحمداللہ بس ہر وقت دعاؤں کا سہارا تھا اور اللہ کی مدد تھی کہ خیریت سے واپسی ہو گئی اور پاکستان جا کے اس دفعہ بہت رنج ہوا کیونکہ وہاں پر دکھاوا اور فیشن یہ سب چیزیں بہت زیادہ ہو گئی ہیں۔ہمارے وقت میں بھی تھیں لیکن اب بہت زیادہ ہوگئی ہیں۔ اور آپ اگر کوئی کام ٹھیک کرنا بھی چاہتے ہیں تو آپ کو اتنی باتیں سننی پڑ جاتی ہیں کہ لگتا ہے کہ آپ چور سے ہو گئے ہیں بہرحال یہاں گھر سے جاتے ہوئے ہی میں نے پردہ کر لیا تھا کیونکہ دو تین دن پہلے سورت النور میں آپ لوگوں سے دعا کی درخواست کی تھی کہ آپ لوگ دعا کریں اور پتہ نہیں کس کی دعا تھی کہ اللہ نے مجھے پردے کی توفیق دی اور میں نے گھر سے ائیرپورٹ جاتے ہی نقاب کر لیا تھا اور اس پہ بہت دعا کرتی رہتی تھی کہ اللہ مجھے ثابت قدم رکھے کیونکہ پاکستان میں آپ کو پتہ ہے کہ انسان دوسروں کی باتوں میں بہت جلدی آ جاتا ہے لیکن خیر اللہ نے مجھے ثابت قدم رکھا اور پاکستان میں ہر ایک نے یہ کہا کہ تم تو بہت بدل گئی ہو تم کیسی ہو گئی ہو تم کپڑے بنانے کی باتیں نہیں کرتی اتنی شادیاں کھڑی ہیں سر پہ پہنو گی کیا؟ میں نے کہا بھئی شادیاں تو گزر ہی جاتی ہیں میں نے کہا میری چوڑیاں بندے دیکھ کر کسی کو کچھ یاد نہیں رہنا ٹھیک ہے کچھ نہ کچھ پہننے کو مل ہی جائے گا لیکن یہ کہ بس بہنوں کو یہی تھا کہ تم تو اتنی خبطی ہوا کرتی تھی کپڑوں کی معاملے میں تمہیں ہو کیا گیا ہے اور ہر روز صبح اٹھ کر اب تمہارے سفر کی تھکن ٹوٹی تو چل کے کپڑے خرید لو نہیں تو کوئی درزی نہیں لے گا بقرعید سامنے کھڑی ہے پھر تمہارے کپڑے کون لے گا میں نے کہا سِل جائیں گے کوئی مسئلہ نہیں ہوگا۔ نہیں تو پرانے پہن لیں گے۔ اتفاق یہ ہوا کہ جاتے وقت میں نے یہاں سے سارے پرانے کپڑے (وہ باجی نے کہا تھا اسراف اور تبذیر کی بات کہ الماری صاف کریں) اٹھا کے پاکستان لے گئی تھی ۔ دوسرے تیسرے دن ہی میں نے سارے کپڑے بہن کودے کر کہہ دیا جو ضرورتمند لگتا ہے اس کو یہ تم دے دو یہ میرے سارے اچھے نئے کپڑے ہیں لیکن کوئی فٹنگ آوٹ ہو گئی ہے کچھ ہے تو جس کسی کو بھی دینا ہے تو وہ بھی میرے پاس سے چلے گئے تھے پھر خیر بہنوں کے پرزور اصرار پر خریداری شروع ہوئی میری بہن نے دو چار جوڑے لے کر رکھے تھے ان کو سلوا کر پہننا شروع کیے اور ایفائے عہد کی وہاں حالت یہ ہے کہ کام کے وقت آپ جس کسی کے پاس جائیں تو وہ کہتا ہے ہاں ہاں سب ہو جائے گا اور اس کے بعد آپ کو اتنا رلاتا ہے کہ مجھے افسوس اس بات کا نہیں ہوا کہ مجھے کپڑے وقت میں نہیں ملے مجھے افسوس صرف اس بات کا ہے کہ وعدہ کی کوئی اہمیت نہیں رہی۔ اور ایک دو تین چار نہیں بلکہ جس پہ ہاتھ رکھا اس نے کندھا ہلا دیا تو شادیوں کے سلسلے میں بہنوں نے کپڑے تو خریدوا دیے ساتھ چل کے لیکن شادیاں میرے ہاں دو تین تھیں لگاتار بہن کی بچی کی، نند کی

بچی کی، پھر بیچ میں ادھر ادھر سے بھی بلاوئے تھے اکیس تاریخ کو تمام شادیاں ختم ہو گئی اور مجھے شادیوں کی کپڑے سل کے واپس آنے سے ایک دن پہلےملے ہیں۔ مگر مجھے اس کا کوئی دکھ نہیں شادیاں تو گزر گئی اور میں نے پرانے پہن لیے اور پرانے بھی اپنے میرے پاس رہ نہیں گئے تھے وہ میں نے سب دے دیئے تھے تو پھر بہن نے مجھے اپنے نکال نکال کے دیے وہ نئے دے رہیں تھیں میں نے کہا نہیں مجھے نہیں پسند کہ کسی کی نئی چیز لے کر میں استعمال کر لوں پرانے ہیں تو دے دو۔ پھر پردہ کرنے کی وجہ سے یہ بھی سہولت ہوگئ کہ اندر کچھ بھی ہے پرانا ہی سہی اگر وہ بہن کے جسم پہ کسی نے دیکھ بھی لیا تھا تو کوئی مسئلہ نہیں تھا میرا تو اندر ہی چھپا ہوا تھا پھر میں نے دونوں شادیوں میں بہن کی اور نند کی پوچھا کہ بھئی پردے کا آپ لوگوں نے کوئی الگ انتظام کیا ہے۔ ہاں ہاں الگ الگ ہے تم بے فکر رہو اب وہاں علیحدگی کے نام پہ مردوں اور عورتوں کے بیچ میں ایک لمبی سی میز اور اس پہ پھول رکھے ہوئے تھے وہ صاف چھپتے بھی نہیں تھے اور سامنے بھی نہیں آتے اور یہ چیز اب میں نے زیادہ محسوس کی کہ پہلے بھی ہم لوگوں کے ہاں علیحدہ علیحدہ انتظام ہوتا تھا آخر میں مرد آ جاتے تھے رخصتی کے وقت ہوتا تھا بھئی باپ چچا ماموں کو بلالو لیکن ابھی تو باپ چچا اس قدر بے چین تھے کہ پروگرام شروع ہوا اور وہ تاکا جھانکی کہ بالکل عورتوں کے ڈبے میں گھسے ہوئے آخر وقت تک پھر وہاں پہ کچھ عورتوں نے جو ہماری رشتے دار بھی تھیں میرا نقاب ہی کھینچنا شروع کر دیاکہ تم تو پاگل ہی ہو گئی ہو اب کیا ہے ساری دنیا تمہیں ہی دیکھے گی اور تمہیں اس عمر میں کرنے کی کیا ضرورت ہے اور ساری جوانی تو گزار دی اور اب چلی ہو تم بڑا بننے تو اب دو تین نے تو نقاب ہی پکڑ کے کھینچ لیا خیر بہرحال پی گئی اب صبر بھی کرنا تھا وہ بھی پی گئی پھر تصویر کیوں نہیں کھنچواتی میں نے کہا میں آپ کے کسی عمل کا تو نہیں کہہ رہی پھر آپ مجھے بخش دیں کہنے لگیں نہیں تم سگی ممانی ہو سگی خالہ ہو تم تصویر نہیں کھنچواؤ گی میں نے کہا میں تو نہیں کھنچوا رہی۔ تو بہرحال یہ کہ لوگ بولتے تو ضرور ہیں لیکن تھوڑا سا اللہ کی طرف سے ثابت قدمی ہوتی ہے تو آپ اس پر ڈٹ جاتے ہیں بہرحال میں نے یہ دیکھا کہ پیسے کا اس قدر ضیاع ہے اور یہ پیسے والوں کی میں آپ سے بات نہیں کر رہی ہے یہ بالکل مڈل کلاس کی بات ہے جن کے گھر میں اس وقت تیس چالیس ہزار کی آمدنی آتی ہے اور اس وقت پاکستان میں میڈل کلاس کی تیس چالیس ہزار کی آمدنی ایسی ہے کہ جس کے دو تین بچے اچھے سکولوں میں اگر پڑھ رہے ہیں تو ان کے پاس تو مہینے کے آخر میں پیسے ہی نہیں بچتے چار چار پانچ پانچ ہزار فیس ہے سکولوں کی اور اس گھر کی شادی میں 75000 کا مایوں میں انتظام ، 30000 پھولوں کی سجاوٹ پر لگایا اور مجھے اس قدر افسوس ہو رہا تھا کہ کراچی میں اس قدر غربت ہے کہ آپ تصور نہیں کر سکتے۔ آنے سے پہلے میں نے بیٹا کا ختم قرآن کا ختم رکھا تھا گھر میں تو مہمان زیادہ تھے تو میں نے ایک عورت سے کہا آپ آ جائیے گا کھانا بنانے کے لیے بڑی اچھی خاتون تھیں ضرورتمند تو تھوڑے دن پہلے مجھے کہنے لگیں کہ بارش اتنی زیادہ تھی کہ سارا گھر ٹپک رہا تھا تو صرف ایک کونہ ایسا تھا جہاں پانی نہیں تھا تو میرے میاں نے کہا تم یہاں سو جاؤ تو میں پانی پیالے میں بھر بھر کر باہر پھینکتا رہوں گا تو اس طرح رات گزار کر مجھے کھانا بنانے کے لیے آنا تھا اورنگی کا نام آپ نے سنا ہو گا اگر غربت اور افلاس دیکھنا ہو تو آپ وہاں چلی جائیں وہاں ہمارے بھی بہت سے رشتے دار رہتے ہیں یعنی اتنی غربت ہے اور اس پر ہمارے سٹیج کا خرچا اور یہ کسی برگر فیملی یا پیسے والے کی میں بات نہیں کر رہی بلکہ مڈل کلاس کی ہمارے آپ جیسے لوگ بس اللہ پورے کروا رہا ہے۔ اور وہاں پہلے دن کا میک اپ 20000 کا ولیمہ کا 18000 کا تین گھنٹے کے لیے گیارہ بجے بارات آتی ہے اور پھر ایک بجے رخصتی پھر ان پھولوں کا کیا ہوتا ہے میرے دونوں بچے اور بھائی کے بچوں نے خالہ سے کہا کہ اب تو شادی ختم ہو گئی اب

ہم یہ پھول لے لیں پھر وہ تھیلے میں ڈال کر گھر لے آئے اور ہم نے ایک بار بھی یہ بات نہیں سوچی کہ یہ 30000 ہم نے لگا دیے۔ جو کسی غریب گھر میں ان کی نبیادی ضروت یعنی آٹے کی بوری ہی 350 کی ہے اور غریب صرف روٹی ہی کھاتا ہے اگر ساتھ دال مل جائے تو۔ اور نمود ونمائش کایہ عالم کہ آپ کس کو کہیں اور کس کو نا کہیں بس زبان بند کر کے دیکھتے رہیں اور سننے کو یہی ملتا ہے کہ زیادہ قنوطی(ہر چیز میں صرف برا پہلو دیکھنا) بننے کی ضرورت نہیں ہے۔ شادی بیاہ میں مہندی والے دن حالانکہ مہندی کا کوئی تصور نہیں یہ بھی ایک اضافہ تھا میرے میاں نے مہندی کے دن جو بھنگڑے کا پروگرام تھا لڑکوں اور لڑکیوں کا اس سے کسی طرح روکنا چاہا۔ انھوں نے اپنے بھانجوں کو بھی بٹھا کے سمجھانے کی کوشش کی لیکن ان کو آخر میں ہمارے نندوئی نے یہ کہہ کے چپ کر ا دیا کہ تمہیں بیچ میں زیادہ رنگ میں بھنگ ڈالنے کی ضرورت نہیں ہے تم ایک طرف ہو جاؤ اور یہ بچوں کی خوشی ہے اس میں تمہیں بولنے کا کوئی حق نہیں ہے تو ہمارے میاں بھی بس یہ کہہ کے ہٹ گئے کہ سمجھانا میرا فرض تھا اب میں بری الذمہ ہوں اب آپ اور آپ کے بچے جانیں تو پوری شادی میں یہ سٹیج کے قریب نہیں آئے یعنی پنڈال میں تو تھے لیکن نہ تصویروں کے لیے آئے اور نہ ہی کسی کام میں آگے آئے جس کا کافی برا منایا گیا انہوں نے مجھے بھی منع کر دیا کہ تم بھی بس شریک تو رہو لیکن کسی کو کچھ بولنے کی ضرورت نہیں ہے۔ تو ہم سننا ہی نہیں چاہتے کہ ہم کیا کر رہے ہیں اور ہم کہاں جا رہے ہیں اور وہی راتوں کو دو دو تین تین بجے تک تقریب ختم ہو اورصبح گیارہ بجے تک ہم سو کے اٹھیں نہ نمازوں کا ہوش اور ہر طرف یہی حال ہے۔ اور آنے سے پہلے میری کسی سے ایسے ہی بحث ہونے لگی تو انہوں نے کہا دین یہ نہیں ہے جیسا تم لوگوں نے بنا لیا کہ کنارہ کشی میں نے کہا کنارہ کشی کی بات نہیں آپ لوگ صرف یہ غور کیجئے کہ اتنی بڑی خوشی اللّٰہ نے آپ کو دی آپ کے بیٹوں کی بیٹیوں کی شادی ہوئیں اس میں آپ نے کتنا اللّٰہ کی خوشی کا خیال رکھا اور کتنا اپنے نفس خوشی کا خیال رکھا آپکی نمازیں قضا ہوئیں ،نمازوں کی آپ نے کتنی قربانی دی، میں تو جاگتی تھی تین تین چار چار بجے تک بیٹھے بات چیت کر رہے ہیں اور دیکھا کہ ادھر فجر کا وقت ہونے لگا ادھر سب جا کے سو گئے تو پھر آپ جب چار بجے تک رکے رہے جاگے رہے تو آپ پھر چھ بجے تک بھی رکتے نا تو میں مانتی کہ چلو ٹھیک ہے تھوڑا سا اللّٰہ کو بھی خوش کیا لیکن آپ نے تو فرضوں کی ہی قربانی دے دی۔ تو ہم اگر چھوٹی چھوٹی باتوں کو نہیں محسوس کریں گے اور پھر یہ کہتے ہیں کہ کراچی کی حالات پتہ نہیں کیوں ایسے ہیں یہ حالات ہمارے اپنے پیدا کردہ ہیں ہمارے اپنے عمل کا ردعمل ہے لیکن ہمیں سمجھ نہیں آتااور انسان گمراہی میں آگے سے آگے بڑھتا چلا جاتا ہے تو بڑے افسوس کی بات ہے اگر ہم بھی ایسا کرتے تھے لیکن بات یہ ہے جب انسان کو دین کی سمجھ نہیں ہوتی ہے تو وہ بڑھتا چلا جاتا ہے۔ تو جیسے وہاں پہ جاکر آپ نے جو پردہ کیا جو پہلے کبھی نہیں کیا تھا اور اس کے بعد آپ شادی میں پردہ کر کے بیٹھی رہیں اور جیسے ماحول مختلف تھا اور آپ نے اس میں ایک حسن عمل کرنے کی کوشش کی تو اس چیز پر آپ کو کس نے قائم رکھا؟ میں بس صبح شام کی دعائیں یہاں بھی پڑھتی تھی اور الحمدللہ میں اتنا وقت ضرور نکالتی تھی کہ میں فجر پڑھ کے پھر میں اپنی دعائیں پڑھ لیتی اور **رَبَّنَا لا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ** [آل عمران:8]. یہ دعا میں کثرت سے پڑھتی تھی کہ اللّٰہ میں ادھر سے ادھر نہ ہو جاؤں لوگوں کی باتوں میں نہ آجاؤں اور الحمداللّٰہ آخر وقت تک میں اس چیز کے اوپر قائم رہی آخر میں بس دو پروگرام ایسے ہوئے جس میں میں نے اپنا نقاب ،عبایا اتارا کیونکہ وہاں پہ بھی پردے کا بہت انتظام تھا ایک میری رشتے کی نند کی بچی کا عقیقہ تھا تو اس میں وہاں پر اور ایک میں نے بیٹے کا پروگرام کیا تھا تو اس میں۔ میں نے پھر عورتوں کاانتظام الگ رکھا تھا مردوں کا الگ پھر کھانا پکانے کے لیے بھی میں نے عورتیں ہی

رکھی تھیں اور دروازے پہ میں نے اپنی ماسیوں کو بٹھایا تھا کہ کوئی مرد آتا ہے واپسی کے وقت پہ وہ اندر آکر جھاکنا شروع کر دیتا ہے تو میں نے عورتوں کو بٹھایا تھا جو ہماری ماسیاں تھیں کہ مرد جو بھی کچھ کہتا ہے آپ اندر آکر مجھے بتاؤ لیکن یہاں سے کوئی مرد جھانکتا ہوا مجھے نظر نہیں آئے تو الحمداللہ میں نے تھوڑی سی کوشش کی اور اللہ نے میرا ساتھ دیا اور بہت سے لوگ اس چیز سے بہت خوش ہوئے جو پردے والے لوگ تھے کہ تم نے کوشش کی۔ میرے بچوں کے ددھیال میں بھی اور ننھیال میں ماشاءاللہ آٹھ دس بچے حافظ ہیں تو ہمارے میاں نے ان سب سے پہلے سے بات کی تھی کہ تم لوگوں کو آکر سٹیج پر تلاوت کرنی ہے تو ہم نے مردوں میں بھی ایک پرجیکٹر سکرین لگوائی تھی اور عورتوں میں بھی لگوائی تھی اور فنکشن مردوں میں ہو رہا تھا اور پروجیکٹر پہ یہاں ہمیں سب نظر آ رہا تھا کہ بچے کیا پڑھ رہے ہیں آواز ساؤنڈ سسٹم پھر اللہ کے نام اور قرات وغیرہ لگائی تھی تو الحمداللہ بس ایک آدھ دفعہ ایسا ہوا کہ پروجیکٹر چل نہیں رہا تھا تو وہ ٹھیک کرنے والا آیا لیکن اس کو بھی اندازہ تھا تو وہ بھی بس ایسے ہی آیا اور پھر چلا گیا لیکن بہرحال مجھے خوشی اس چیز کی ہے کہ کوشش کی تو اللہ نے مدد کی تھوڑی بہت مطلب آمیزش ہو گئی لیکن اس میں بھی دانستہ میری کوئی مرضی نہیں تھی مجبوری تھی اور الحمداللہ وہ پروگرام بہت اچھا رہا ہے جو تھوڑے دیندار لوگ تھے بہت خوش ہوئے کہ آج کل تو شادیوں میں صرف موسیقی سننے کو ملتی ہے آج تمہارے گھر آکے اتنا اچھا لگا کہ اللہ کا کلام سننے کو ملا اور الحمداللہ گھر سے میں دو رکت نفل پڑھ کے گئی تھی کہ اے اللہ میں جیسا چاہتی ہوں ویسا ہو جائے اور یہ صرف تیری محفل ہے اس میں مجھ سےکوئی ایسا غلط کام نہ ہو جائے جو مجھے کسی کی بات سننی پڑے یا کچھ بھی تو الحمداللہ محفل اتنی اچھی تھی اس میں صرف اللہ کا ذکر تھا اور بہت اچھی محفل تھی لوگ بہت خوش ہو کے گئے ہمارے گھر سے۔ لیکن جس وقت پروگرام سے ایک دن پہلے جب انتظامات کے لیے میں وہاں گئی تو میں نے اپنے میاں سے کہا کہ دیکھیں پردہ مجھے بالکل سخت چاہیے اور آپ ہال والے سے بات کریں کہ مجھے بالکل علیحدہ انتظام چاہیے تو ہمارے ساتھ ایک دو ہمارے رشتےدار بھی تھے جب میں نے وہاں میاں سے بات کی تو وہ یکدم میرے اوپر ناراض ہونے لگیں کہ تم کیاایک نیا طریقہ کر رہے ہیں تمہارے ہاں کون پردے والا ہے جس کے لیے تم اتناکر رہی ہو جیسا دنیا میں چل رہا چلنے دو۔ اچھا خیر میں وہاں تو خاموش ہو گئی پھر بعد میں میاں کے پاس گئی میں نے کہا دیکھئے بچے نے قرآن حفظ کیا ہےاگر میں نے اللہ کا ایک حکم مانا اور اللہ نے مجھے توفیق دی میں نے اس کو کروایا تو میں ادھر بے پردگی کر کے اللہ کا ایک حکم توڑنا نہیں چاہتی اس کے لیے آپ کلب والے سے جتنی سختی سے بات کر سکتے ہیں آپ کریں جو بھی انتظام ہے بھلے سے جتنے پیسے اس کے اوپر وہ لے لے لیکن مجھے یہ چیز چاہیے اور الحمداللہ۔ ان کے پاس ایسا الگ ٹینٹ تو نہیں تھا لیکن علیحدگی کا بندبست تھا تو خیر انہوں نے بھی بہت اچھا انتظام کر دیا داخلہ بھی الگ سے تھا عورتوں مردوں کا تو مجھے اس چیز کی خوشی ہوئی کہ میں نے ایک کام کرنا چاہا اور اللہ نے میری مدد کی بات وہی ہے کہ نیت کی بات ہے اور جب آپ کی نیت اچھی ہوتی ہے تو اللہ مدد کرتا ہے پھر کافی لوگ تھے۔ مایوں والے دن بھی بہن کے ہاں جب مئیوں تھا اب تیار ہو کے میں نے اس پر عبایا چڑھا لیا بہن نے کہا تھا کہ پروگرام الگ الگ ہوگا اب میں نے دیکھا کہ آگے تو عورتوں ہیں پیچھے مرد بیٹھے ہیں اور گزر کے مردوں میں سے جانا ہے پھر میں واپس آئی میں نے کہا آپا وہاں تو سارے مرد بیٹھے ہیں تو کہنے لگیں نہیں وہ ابھی ہٹ جائیں گے میں نے کہا اچھا۔ اب ان کی نند مجھ سے کہنے لگیں تم اپنا عبایا تو کھولو تم یہ اتارو تو میں نے کہا میں ماحول دیکھوں گی پھر کھول دوں گی کیونکہ میں بھی اندر سے پوری تیار ہوں اور میرا دل چاہ رہا ہے کہ میں بھی اپنے کپڑے دکھاؤں تو اس کے بعد میں نے جب جا کے دیکھا تو خیر بڑی آپا کی ایک نند بھی بہت پردے والی ہیں وہ میرے

پاس آئیں کہنے کی تم منع کیوں نہیں کرتیں اپنی آپا کو میں نے کہا میری پوزیشن نہیں ہے آپ اپنے بھائی سے بڑی ہیں آپ ان کی بڑی بہن ہیں آپ کہہ سکتی ہیں لیکن میری پوزیشن نہیں ہے خیر وہ میرے بہنوئی کے پاس گئیں ان کو بہت ناراض ہوئیں کہ تم نے کہا تھا پردہ پردہ تو یہ مایوں میں مردوں کا کیا کام ہے اگر یہ آ ہی گئے ہیں تو ان کو اندر بیٹھاؤ آپا کا گھر ماشاءاللہ کافی بڑا ہے تو پھر انہوں نے کہا ان مردوں کو جلدی کھانا کھلاؤ اور ان کو اندر کرو تو پھر عورتیں مایوں کی رسم کریں خیر بہن نے ڈانٹا تو میرے بہنوئی نے پھر یہ تو کیا اب میں جو اندر گئی تو وہاں وہ فلم والا آگیا اور پھر وہ کھانے والا آگیا اب میں نے ایک طرف عبایاکھولنا شروع ہی کیا تھا تو پیچھے سے پھر فحش کھڑی تھی پھر میں نے وہ لپیٹ لیا تو آخر میں پھر مجھے یہ سننے کو ملا کہ تم کو کینڈا اسی لیے بھیجا تھا کہ تم یہ جھولا پہن لو تو کہنے لگیں کھول کے دکھاؤ تو خیر دو تین عورتیں جب گھر کےاندر رہ گئی تو میں نے کھولا تو کہنے لگیں کہ بہت سمارٹ لگ رہی ہو میں نے کہا آپ کو تو میں اتنی سمارٹ لگی اگر کوئی مرد دیکھ لے تو اس کو میں کتنی سمارٹ لگوں گی اور میں نے کہا اس گناہ کا وبال کدھر جائے گا تو پھر خاموش۔ جاتے وقت وہ لوگ آئے وہ بنگلہ دیش سے تھے میرے بہنوئی کی بہنیں تھیں تو جب وہ جانے لگیں تو مجھ سے کہتی ہیں کہ تمہاری ثابت قدمی دیکھ کے ہمیں بہت اچھا لگا ہمارے لیے بھی دعا کرو کہ اللہ ہمیں بھی ایسے ہی پردے کی توفیق دے دے تو بات یہ ہے کہ دین ایمان سب کے اندر ہے بات وہی ہے کہ کب کس کی چنگاری جل جائے اور بہرحال اندر سے برا تو کوئی بھی نہیں ہوتا بس وہی بات ہوتی ہے کہ کب کس کو توفیق اللہ دے دے اور یہ مانگنے سے ملتی ہے اور اللہ ہم سب کو ثابت قدم رکھے اور ہمیں عمل کی توفیق دے آمین جزاک اللہ خیر اس سے کیا بات ہمارے سامنے آتی ہے؟ **وَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا أَصَابَكَ ۖ إِنَّ ذَٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ**

ے وہ تو پتھر ہیں جو گر پڑتے ہیں ٹکڑے ہو کر
حوصلے بھی کبھی مسمار ہوا کرتے ہیں

اور ما شاء اللہ آپ کی قرآن کی کلاس کو آپ سب کو پہاڑی کا چراغ بننا ہے آپ نمک کے پہاڑ ہیں۔ آپ روشنی کا چراغ ہیں انشاءاللہ اور دوسری طرف ہماری بہن ہمیں یہ پیغام دے رہی تھیں کہ

ے تندئ بادِ مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب
یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اڑانے کے لیے

ے ٹوٹی ہوئی منڈیر پہ چھوٹا سا اک دیا
موسم سے کہہ رہا ہے کہ طوفان چلا کے دیکھ

اور آپ کی قرآن کلاس ان خوش قسمت کلاسوں میں سے ہے جن میں سے ما شاءاللہ دو بہنوں نے کفر کی اس دھرتی میں جسے کینیڈا بھی کہتے ہیں یہاں پہ ما شاءاللہ چہرے کا پردہ کیا ہے اور نقاب پہنا ہے اور وہ آپ کی کلاس میں سے ہیں اور جو آپ میں سے ہر ایک کو اور معاشرے کے ہر فرد کو دعوتِ فکر وعمل دے رہی ہیں اور یہ بتا رہی ہیں کہ ہم نے جو پڑھا ہے ایک طرف اصلاح عمل بھی کر رہے ہیں اور دوسری طرف اصلاح معاشرہ ،اصلاح خلق ، **يَا بُنَيَّ أَقِمِ الصَّلَاةَ وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا أَصَابَكَ ۖ إِنَّ ذَٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ (17)** ہم نے جب یہ سبق شروع کیا تھا تو اس میں آپ نے پڑھا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت لقمان علیہ السلام کو حکمت عطا کی اور حکمت ہی شکر ہے اور شکر بندگی ہے اور بندگی توحید ہے اور توحید یہ ہے کہ اگر ضرورت پڑے بندہ اللہ کے لیے ساری دنیا سے ناراض ہو جائے ،حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ نے اپنی ماں کی بات نہیں مانی تھی تو مجھے اور آپ کو ہم سب کو اپنے عملوں پر غور کرنا چاہیے جہاں جہاں ہمارے عملوں میں جو جو کمی اور

کوتاہی ہے اس کو اپنے سے دور کرنے کی فکر کریں اور ہماری یہ بہنیں آپ سب کو اور مجھے بھی یہ پیغام دے رہی ہیں

ے اے موجِ بلا! کچھ ان کو بھی دو چار تھپیڑے ہلکے سے
کچھ لوگ ابھی تک ساحل سے طوفاں کا نظارا کرتے ہیں

بہت سے لوگوں نے سورت النور پڑھی ہے اور اصل میں اندر ایمان اتنا قوی نہیں ہے ایمان کے اندر وہ ہلچل نہیں ہے ایمان ابھی پارہ نہیں بنا کیونکہ پارہ کیا ہوتا ہے حرکت کرتا ہے اور حرکت میں برکت ہے۔ ایمان تو نام ہے کشتیاں جلا دینے کا، ایمان تو نام ہے عمل کی بازی لگا دینے کا، جی اور جان کی قربانی کر دینے کا، آگ میں کود پڑھنے کا اپنے اوپر اوڑھنیاں ڈال لینے کا، ایمان تو نام ہے منہ کے ساتھ لگے جو شراب کے پیالے ہیں ان کو توڑ دینے کا

ے۔ ہن پولےپولے پیریں اسلام نہی اوناں
ہن جی تے جان دی بازی لاونی پوے گی

ایک طرف اللّٰہ کے احکامات ہیں ایک طرف معاشرے کا دباؤ ہے میں سوچ رہی تھی کہ اسلام میں مایوں مہندی کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ صرف نکاح ہے اور بہت سی ایسی رسمیں ہیں جو اب ہمارا حصہ بن چکی ہیں اگر میں نے اور آپ نے یہ قرآن پڑھا اور پڑھتے چلے گئے اور اس کے بعد یہ میری اور آپ کی زندگیوں میں زندہ حقیقت نہ بنا میرے اور آپ کے عمل کی داستان نہ بنا اور لوگ جو دنیا میں سسک رہے ہیں ان کو جینے کے راستے نہ بتاکے گیا میں اور آپ ایک مثال بن کر نہ جئے تو پھر حیف ہے میرے اور آپ کے پڑھنے پر۔ اس لیے کہ پڑھتے سبھی ہیں سبھی دنیا میں جیتے ہیں لیکن آئیے میں اور آپ آخرت کے لیے جیئیں آئیے اپنے رب کی اس بات کو سچا ثابت کر دیں جو میرا اور آپ کا رب بار بار قرآن میں یہ بات کہتا ہے **وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ** اللّٰہ نے جنتوں کے وعدے نعمتوں کے وعدے سکون، سرور خوشیاں، مسرتیں ان کے وعدے اللّٰہ نے کوئی جھوٹے نہیں کئے اللّٰہ کے وعدے سچے ہیں تو سبق میں ہمیں جو بات پتہ چل رہی ہے وہ کیا ہے کہ اللّٰہ کی بندگی کرنی ہے کچھ بھی نہیں دیکھنا نہ صبح نہ شام ،نہ دیر نہ سویر، نہ خوشیاں نہ غم کہیں پہ بھی ہیں زندگی کے کسی بھی موڑ پر کھڑے ہیں صبح کا بھولا شام کو گھر آ جائے تو اس کو بھولا نہیں کہتے اور اصل بات کیا ہے **مَا قَدَّمْتُ، وَمَا أَخَّرْتُ** کیا آگے بھیجا اور کیا پیچھے چھوڑا

آیت نمبر18۔ وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِى ٱلْأَرْضِ مَرَحًا ۖ إِنَّ ٱللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ
ترجمہ۔ اور لوگوں سے منہ پھیر کر بات نہ کر، نہ زمین میں اکڑ کر چل، اللّٰہ کسی خود پسند اور فخر جتانے والے شخص کو پسند نہیں کرتا

وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِى ٱلْأَرْضِ مَرَحًا لوگوں سے منہ پھیر کر بات نہ کر لوگوں کے سامنے اپنا رخسار نہ پھلا اور زمین پر اترا کر نہ چل، کیوں ؟ اگر ہم ایسا کریں گے تو اس کا کیا نقصان ہوگا ؟ **إِنَّ ٱللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ** بے شک اللّٰہ محبت نہیں کرتا بے شک اللّٰہ پسند نہیں کرتا ہر **مُخْتَالٍ** اور **فَخُورٍ** کو ہر خود پسند اور فخر جتانے والے کو ، ہر تکبر کرنے والے اور شیخی خورے کو اب آپ دیکھئے ایک آیت میں دو بہت اہم باتیں کہی گئی ہیں اور جن سے منع کیا گیا ہے یہ تکبر کی علامتیں ہیں یہ اللّٰہ کی بندگی سے نکلنے کی نشانیاں ہیں یہ اعتدال کی کمی ہے اور کیا کہا **وَلَاتُصَعِّرْ** اور **تُصَعِّرْ** کیا ہے ؟ **(ص ع ر)** عربی زبان میں ایک بیماری کو کہتے ہیں جو اونٹ کی گردن پر ہوتی ہے اور اس بیماری کی وجہ سے اونٹ اپنا منہ ہر وقت ایک ہی طرف پھیرے رکھتا ہے کیونکہ اس کی گردن مڑ

جاتی ہے گردن سیدھی رکھ ہی نہیں سکتا انسانوں میں لقوہ کی معروف بیماری ہے جس سے چہرہ ٹیڑھا ہو جاتا ہے تو یہاں پہ یہ جو**وَلَاتُصَعِّرْ** کہا گیا شروع میں **لا** آ گیا کہ یہ نہیں کرنا اس کے معنی کیا ہیں کہ جب لوگوں سے ملاقات کریں جب ان سے گفتگو کا وقت ہو جب ان سے ہم کلام ہوں تو منہ پھیر کر بات نہ کریں۔ تو اس وقت اعراض نہ برتیں ان کو ایسا نہ لگے کہ آپ ان سے پہلوتہی کر رہے ہیں تو دراصل اس آیت میں ان لوگوں کو سرزنش کی جارہی ہے جو اپنے آپ کو بڑا سمجھتے ہیں اپنی دولت، اپنے حسن، اپنی اولاد، اپنے معیار زندگی، اپنی کرسی، اپنا علم کسی بھی وجہ سے وہ غرور و تکبر کا شکار ہو جاتے ہیں اور پھر لوگوں سے بے رخی اور بے پروائی برتتے ہیں ایسا کیوں کرتے ہیں؟ اس لیے کہ حکمت نہیں ہے حکمت کیوں نہیں ہے کہ زندگی میں شکر نہیں ہے شکر کیوں نہیں ہے کہ زندگی میں بندگی نہیں ہے توحید نہیں ہے بندگی کیوں نہیں ہے اس لیے کہ اللہ کے علیم اور خبیر ہونے پر لطیف اور قدیر ہونے پر یقین نہیں ہے۔ اس لیے کہ اللہ کے جو احکامات ہیں وہ اپنی زندگی میں نافذ کیسے ہی نہیں خوف خدا نہیں ہے تو آپ دیکھ لیجئے کہ یہاں پہ کیا کہا **وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ (خ د د)** گالوں کو کہتے ہیں اور خدود گالوں کی جمع ہے **،خَدَّكَ۔** اپنا گال، آپ گال کسی سے ہٹائیں اپنے رخسار کو ایک طرف کریں تو کیا ہے چہرہ ایک طرف ہو گیا نا تو کہا کہ اپنے گالوں کو مت پھیرو **لِلنَّاسِ** انسانیت کا ذکر کیا گیا عام لوگ غریب بھی ہیں فقیر بھی ہیں جو بھی معاشرے میں چھوٹے بڑے بوڑھے موجود ہیں تو ان کو حقارت کی نظر سے مت دیکھیں کتنا خوبصورت ہے میرا اور آپ کا دین وہ مجھ سے اور آپ سے صرف نماز، روزہ ،حج ، زکوٰۃ کا مطالبہ ہی نہیں کرتا بلکہ وہ یہ کہتا ہے کہ جب بات کریں تو بات کیسی کریں بات میں میرا اور آپ کا انداز کیا ہونا چاہیے تو یہ بات شکر کے منافی ہے کہ نعمت پانے کے بعد انسان دوسروں کو حقارت کی نظر سے دیکھے اور ہمارے اندر جو ہے وہ **اِخْبات** (انکساری) نہ ہو ہمارے اندر تواضع نہ ہو آپ یہ بات بھی نوٹ کر لیجئے کہ جب کسی کے اندر کبر ہوتا ہے تو پھر وہ کیا کرتا ہے ؟ گالیں پھلا پھلا کر باتیں کرتا ہے اور کبر کے وقت جو جملے ہم نکالتے ہیں وہ کس طرح کے ہوتے ہیں کبھی کہتے ہیں ، ہوں ! دیکھا نہیں اپنے آپ کو بڑی سمجھتی ہے۔ یا غریبوں کو یا جن کے پاس کپڑے نہیں ہیں یا شادی میں انہوں نے سادگی اختیار کی ہے غربت کی وجہ سے (بعض اوقات نیکی کی وجہ سے لوگ کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو یہ باتیں پسند نہیں ہیں) تو مغرور لوگ تکبر کرنے والے لوگ کس طرح سے باتیں اس وقت کرتے ہیں تو مجھے اور آپ کو اپنی گفتگو کا جائزہ لینا چاہیے اور ہم میں سے ہر شخص اپنا محاسبہ خود زیادہ اچھا کر سکتا ہے **حاسبوا أنفسكم قبل أن تحاسبوا** اپنا محاسبہ کرلو قبل اس کے کہ تمہارا محاسبہ کیا جائے. کہ میری گفتگو کے کون کون سے جملے ہیں جس سے میں دوسروں کو تکلیف دیتی ہوں یا پھر یہ کہ اس میں میں اپنے آپ کو بڑا سمجھتے ہوئے بولتی ہوں کبھی نمبروں کا زعم ہو سکتا ہے کبھی امارت کا کبھی گاڑی کا کبھی دولت کا کبھی بچوں کا کبھی ذہانت کا کبھی صلاحیتوں کا مختلف زعم ہو سکتے ہیں کہ ہم دوسروں کے بارے میں کیا کرتے ہیں کہ گالیں پھلا پھلا کر باتیں کرتے ہیں تو لوگوں سے منہ پھیر کر بات نہ کر، آپ اپنا محاسبہ کریں میں اپنا محاسبہ کرتی ہوں اور دوسری بات ہے **وَلَا تَمْشِ فِى ٱلْأَرْضِ مَرَحًا** زمین میں اکڑ کر نہ چل یہاں پہ جو لفظ استعمال کیا گیا ہے وہ ہے **مَرَحًا** اور آپ دیکھ لیجئے کہ اس کے کیا معنی ہیں اترانا اور تکبر کرنا ، تکبر کے لیے قرآن میں 9 لفظ آئے ہیں ان میں سے ایک ہے **فَرِحَ** ، اس کا استعمال دو طرح ہوتا ہے یہ خوشی کے موقع پہ بھی ہوتا ہے جب انسان تہہ دل سے شکر گزار ہوتا ہے اللہ کی نعمتوں کا اور جب انسان اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنے کی بجائے اترائے اور پھولے نہ سمائے اور خوشیاں منائے تو اس وقت بھی یہ **فَرِحَ** لفظ استعمال ہوتا ہے جیسے آپ دیکھئے آپ نے پیچھے پڑھا تھا **لا تَفْرَحْ إِنَّ اللَّهَ لا يُحِبُّ الْفَرِحِينَ** [القصص:76] جب قارون نکلا تھا اپنے خزانوں اور دولت کے ساتھ تو

قارون کی قوم نے اسے کہا تھا **لا تَفْرَحْ** اترائیے مت خدا اترانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ تو اب شادی کا موقع ہے گھر لیا ہے یا بچے کی کوئی خوشی کا موقع ہے تو اس وقت انسان نعمتوں کا شکر ادا کرنے کی بجائے خوشی مناتے وقت اللہ کی نافرمانی کرے بندگی کی حدود سے نکل نکل جائے غلط طریقے سے خوشیاں منائے دوسرا ہے **بَطَرَ** نعمتوں کی فراوانی سے انسان پھٹ جائے یا بہک جائے **بَطَرَ** پھاڑنے کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے نعمت مل کر کسی کے دیدے پھٹ جائیں کسی کے بارے میں کہتے ہیں کہ فلاں کو دولت کیا ملی، نوکری کیا ملی ایسے لگتا ہے اس کے دیدے ہی اس نے پھاڑ دیئے ہیں کسی کی شرم و حیاء نہیں رہی کوئی خوف خدا نہیں رہا، نہ نماز روزے کا احساس ہے وہ تو نعمت کی فراوانی سے کسی کو خاطر میں ہی نہیں لاتا اس وقت بھی یہ استعمال ہوتا ہے **بَطَرَ** اور میں نے **فَرِحَ** اور **بَطَرَ** کی وضاحت کیوں کی؟ کیونکہ یہاں پہ **مَرَحًا** استعمال ہوا ہے اور یہ اترانے کا تیسرا درجہ ہے پہلے یہ دو درجے ہیں پھر تیسرا ہے اور کہا کہ تُو اپنی چال میں اکڑ کر نہ چل تو **مَرَحًا** کیا ہے خوشی سے مسرت سے جھومنے لگنا یہ کہتے ہیں **شدت الفرح** خوشی کی انتہا۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ جب پھولے نہیں سمائے اور اترانے لگے تو اس کی انتہا کو پہنچ گئے اب غرور اور تکبر کا حال یہ ہے کہ ناز و ادا سے چل رہے ہیں اکڑ اکڑ کر چل رہے ہیں اور یہ تیسرا درجہ ہے اور میرا اور آپ کا رب مجھ سے اور آپ سے اتنا پیار کرتا ہے کہ میری اور آپ کی چال پر بھی تقویٰ کے پہرے بٹھا دئیے پہلے گفتار پر تقویٰ کے پہرے بٹھائے اب چال پر تقویٰ کے پہرے بٹھائے جیسے آپ پڑھ ہی چکی ہیں **وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا ۖ إِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْأَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُولًا**(37- سورت الاسراء) کہ کوئی کتنا ہی اکڑ کر اور سر اونچا کر کے چلے لیکن اسے یہ بات نہیں بھولنی چاہیے کہ نا وہ زمین کو پھاڑ سکتا ہے اور نا ہی وہ پہاڑوں کی بلندی کو پہنچ سکتا ہے تو جس اللہ کی قدرت اور عظمت کے آثار ہمیں ہر طرف نظر آرہے ہیں تو پھر اس اللہ کے آگے ہمیں اپنے آپ کو جھکا دینا چاہیے اکڑنا نہیں چاہیے غرور سے چہرا اکڑتا ہے گردن نمایاں ہوتی ہے اور چال بھی متاثر ہوتی ہے چال میں بھی انسان غرور کی روح اختیار کرتا ہے تو اب حضرت لقمان علیہ السلام اپنے بیٹے کو جو نصیحت کر رہے ہیں تذکیر کر رہے ہیں وہ کہہ رہے ہیں **وَلَا تَمْشِ فِى ٱلْأَرْضِ مَرَحًا** کہ زمین پر اکڑ کر نہ چل اس کے معنی کیا ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے زمین میں جتنی چیزیں رکھی ہیں جتنی چیزیں پیدا کیں ہیں وہ ساری پست ہیں انسان جو دنیا میں ہے اس کو اپنی حقیقت کو پہچاننا چاہیے وہ بھی پست ہے اعلیٰ و ارفع (بلند) اللہ تعالیٰ ہے تو اللہ کو پہچانیں اور اپنی چال میں ہم کبراختیار نہ کریں **مَرَحًا** اختیار نہ کریں **إِنَّ ٱللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ** بے شک اللہ پسند نہیں کرتا محبت نہیں کرتا ہر مختال اور فخور کو تو **مُخْتَالٍ** اور **فَخُورٍ** کیا ہے ؟ **مُخْتَالٍ (خ ی ل)** سے ہے اصل میں خیال جو ہے اس کے معنی ہوتے ہیں **"یدل علی حرکۃٍ فی تَلَوُّنٍ"** یعنی وہ حرکت جو ہر آن نیا رنگ بدلتی ہے ۔ **تَخَيُّلُ** سے ہے تخیل کے معنی کیا ہوتے ہیں ؟ ابھی آپ کے ذہن میں ایک خیال تھا پھر دوسرا آیا پھر تیسرا آیا اور آپ خیالی دنیا میں چلے گئے جیسے شیخ چلی کا نام آپ نے سنا ہوگا جو خیالات ہی میں رہتا تھا اور اس کی بہت سی باتیں ایسی تھیں کہ وہ تصور ہی تصور میں بہت کچھ اپنے آپ کو سمجھتا تھا کہ میرے پاس ایک روپیہ ہے اور اس سے پھر میں تیل لوں گا پھر ایک روپیہ سے تیل کا ٹین اس نے لیا ہے یا تیل ایک برتن میں ہے وہ اس کے پاس پڑا ہے اب اس نے خیال کرنا شروع کیا ہے کہ تیل بیچوں گا کاروبار کروں گا اچھا پھر میری شادی ہوگی پھر بچے ہوں گے پھر مرغیاں پالوں گا مرغیاں انڈے دیں گی پھر میرا اور کاروبار بڑھے گا اور اب میری بیوی اگر مجھے کچھ کہے گی یا میرا بچہ مجھے ستائے گا پھر جب وہ ٹانگ مارتا ہے تو تیل گر جاتا ہے اب نہ شادی ہوئی نہ بچے ہیں نہ کاروبار ہے جو تھوڑا سا تیل تھا وہ تخیل کی نظر ہو گیا وہ سارا ختم ہو گیا۔ تو تخیل کے معنی ہیں تصور باندھنا تکبر کرنا **اِخْتَال** کہتے ہیں اکڑ اکڑ کر چلنا تکبر کی چال چلنا اصل میں

خَيْلٌ عربی زبان میں گھوڑے کو کہتے ہیں گھوڑا کیا کرتا ہے اڑتا ہے بھاگتا ہے سر پٹ دوڑتا ہے تو اب اسی سے یہ ہے کہ وہ شخص جو خیالات میں رہتا ہے گویا کہ وہ گھوڑے پر سوار رہتا ہے خیال ہی خیال میں ایسے شخص کا دماغ عام آدمیوں کی جو سطح ہوتی ہے اس سے اونچی سطح پر ہوتا ہے **اِخْتَال** یہ **مرحا** سے اگلا درجہ ہے یہ اترانے کا تکبر کرنے کا چوتھا درجہ ہے تو اللّٰہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ میں پسند نہیں کرتا میں محبت نہیں کرتا مجھے اچھے نہیں لگتے وہ لوگ جو خیالات میں رہتے ہیں جو تصور ہی تصور میں اپنے آپ کو بڑا سمجھتے ہیں یعنی **اِخْتَال** کے معنی ہیں متکبرانہ چال چلنا اور دوسروں کو حقیر سمجھنا پھر کیا کہا صرف **مُخْتَالٍ** ہی نہیں کہا **فَخُورٍ** بھی کہہ دیا **فخور** فخر سے ہے اور یہ اترانے کا پانچواں درجہ ہے ایسی باتوں پر شیخی بگھارنا جو اس کے اپنے قبضے اور اختیار میں نہ ہوں مثلاً جیسے کسی کی آنکھیں بڑی خوبصورت ہیں موٹی ہیں اور جھیل جیسی ہیں مانا کہ بڑی خوبصورت ہیں لیکن اس کا اپنا کیا اختیار ہے آنکھوں کے حسن پر، کسی کا رنگ سفید ہے اس کا اپنا کیا اختیار ہے اس کے رنگ کی سفیدی پر، اس کا قد لمبا ہے اس کا اپنا کیا اختیار ہے قد کے لمبا ہونے پر اگر لڑکا پیدا ہو گیا وہ اسی پر فخر کرتا ہے، اگر کسی اچھے خاندان میں کوئی پیدا ہو گیا تو اپنے حسب نسب پر ہی فخر کرتا چلا جاتا ہے فخر ایسی باتوں پر شیخی بگھارنا ہے جو انسان کے اپنے قبضہ اور اختیار میں ہے ہی نہیں وراثت میں دولت مل گئی اسی پر وہ شیخی بگھارتا چلا جا رہا ہے تو یہاں یہ ایک آیت کے اندر یہ چیز بہت ڈرانے والی ہے ہمیں بہت پریشان کرنے والی ہے کیونکہ ایک آیت میں اللّٰہ تعالی نے **مرحا، اختال** اور **فخر** تینوں جو مذموم صفات ہیں جو بری صفات ہیں ان کا ذکر کیا اور بالترتیب کیا کہ **مرحا** بھی نہیں ہونا چاہیے **مختال** بھی نہیں ہونا چاہیے اور **فخور** بھی نہیں ہونا چاہیے اللّٰہ تعالی کو یہ بات پسند نہیں ہے پھر اللّٰہ تعالی کو پسند کیا ہے اللّٰہ کیسے لوگوں سے محبت کرتا ہے

آیت نمبر19۔ وَٱقْصِدْ فِى مَشْيِكَ وَٱغْضُضْ مِن صَوْتِكَ ۚ إِنَّ أَنكَرَ ٱلْأَصْوَٰتِ لَصَوْتُ ٱلْحَمِيرِ
ترجمہ۔ اپنی چال میں اعتدال اختیار کر، اور اپنی آواز ذرا پست رکھ، سب آوازوں سے زیادہ بُری آواز گدھوں کی آواز ہوتی ہے

وَاقْصِدْ اعتدال اختیار کر **فِی مَشْیِکَ** اپنی چال میں اللّٰہ تعالی کو جو چیز پسند ہے وہ میانہ روی ہے کہ اپنے اندر میانہ روی اختیار کی جائے اور آپ دیکھ لیجئے کہ آپ کہتی ہیں نا اُس کی اقتصادی حالت اچھی نہیں ہے تو یہاں پر بھی کیا ہے **وَاقْصِدْ** اور **(ق ص د)** آپ پہلے بھی یہ لفظ پڑھ چکی ہیں کیا معنی ہیں اس کے ؟ قصد میانہ روی کے لیے استعمال ہوتا ہے ارادے کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے مثلاً آپ دیکھیں کہ قرآن میں اعتدال کے لیے آپ ایک لفظ پڑھ چکی ہیں **اُمتِ وَسْط** میرا تو اوسط درجہ ہے وہ اوسط درجہ کے لوگ ہیں ایک ہے وَسط اور دوسرا آپ نے **تَقْوِيمٍ** بھی پڑھا ہے **لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ (4۔** سورت التین)ہم نے انسان کو بہترین ساخت پر پیدا کیا۔ تو جو پہلا درجہ ہوتا ہے اعتدال کا وہ ہے **(ق ص د)** اس کے معنی ہیں کسی عمل میں افراط و تفریط سے بچ کر اعتدال کی راہ اختیار کرنا اور اگر یہ لفظ استعمال ہوگا تو معنی کیا ہوں گے کہ افراط و تفریط سے بچتے ہوئے درمیانی راہ اختیار کی جائے عام طور پر جب اقتصاد کا لفظ استعمال ہوتا ہے تو عموماً خرچ کے بارے میں آتا ہے اخراجات کے متعلق استعمال ہوتا ہے لیکن یہ لفظ صرف خرچ کے بارے میں نہیں ہے کہ خرچ کرنے میں اعتدال اختیار کیا جائے بلکہ یہ لفظ عام ہے اور یہاں پہ **وَٱقْصِدْ فِى مَشْيِكَ** کے معنی کیا ہیں کہ اپنی چال میں اعتدال اختیار کرو میانہ روی اختیار کرو نہ تو بہت دوڑ بھاگ کر چلو یہ وقار کے خلاف ہے کیونکہ **حدیث** کا مفہوم ہے کہ چلنے میں بہت جلدی کرنا مومن کی رونق کو ضائع کردیتا ہے۔ اس طرح

چلنے میں خود اپنے آپ کو یا کسی دوسرے کو نقصان بھی پہنچنے کا خطرہ ہوتا ہے اور نہ ہی بہت آہستہ چلنا یہ تکبر ہے کہ آہستہ چلا جائے تو بہرحال آپ دیکھیں **قَصْدُ السَّبِيلِ** بھی قرآن میں آتا ہے آپ پڑھ چکی ہیں **وَعَلَى اللَّهِ قَصْدُ السَّبِيلِ وَمِنْهَا جَائِرٌ ۚ وَلَوْ شَاءَ لَهَدَاكُمْ أَجْمَعِينَ (9.** سورت النحل) اور اللّٰہ پر پہنچتی ہے سیدھی راہ اور اس کے علاوہ سب راہیں ٹیڑھی ہیں تو **(ق ص د)** کے معنی کیا ہیں کہ کسی عمل میں افراط و تفریط سے بچ کر اعتدال کی راہ اختیار کرنا اور **وسط** ہے بہت سی چیزوں کا درمیان اس کا بہت زیادہ وسیع مفہوم ہے ، اعمال کا درمیان بھی کسی بھی چیز کا درمیان۔ **تقویم** یہ ہوتی ہے کہ ایک ہی چیز میں ہر پہلو سے اعتدال کو ملحوظ رکھنا۔ بہرحال ہمارا اس وقت عنوان کیا ہے **وَٱقْصِدْ فِى مَشْيِكَ** اعتدال اختیار کرنا تو کیا کرنا ہے تیز بھی نہیں چلنا میانہ روی اختیار کرنی ہے تو یہاں پہ رفتار کی تیزی یا سستی زیرِ بحث نہیں ہے ضرورت ہے تو آپ تیز بھی چل سکتے ہیں اگر آپ کو کوئی مجبوری ہے کوئی بیمار ہے کوئی مسئلہ ہے تو آہستہ بھی چل سکتے ہیں اس کا کوئی شریعت نے ضابطہ مقرر نہیں کیا بعض اوقات سیر کر رہے ہیں آپ آہستہ آہستہ چل سکتے ہیں آپ کو جلدی ہے سکول جا رہے ہیں آپ کو ہسپتال جانا ہے کوئی بھی کام ہے تو تیز چلنے میں بھی کوئی قباحت نہیں ہے جو چیز یہاں پہ مقصود ہے وہ نفس کی اس کیفیت کی اصلاح ہے جس کے اثر سے انسان کی چال میں دکھاوے کی ایک مسکینی پیدا ہو جاتی ہے جیسے چال میں ایک بڑائی کا گھمنڈ پیدا ہو جاتا ہے تو ایک خاص طرز کی چال ڈھال سے منع کیا جا رہا ہے کیونکہ جب کوئی شخص تکبر سے چلتا ہے تو پتہ چلتا ہے کہ چال کے اندر ایک اکڑ ہے تو کہا کہ اپنی چال میں میانہ روی اختیار کر اچھا چال کے اندر جب گھمنڈ آتا ہے چال کی شان وہ کیوں گھمنڈ کی شان ہو جاتی ہے اس کی کیا وجوہات ہو سکتی ہیں ؟ دولت کی وجہ سے، اقتدار کی وجہ سے ، حسن ،لباس بہت قیمتی پہنا ہوا ہے، علم ہے، طاقت ہے تو یہ چیزیں انسان کی چال میں ایک تکبر پیدا کر دیتی ہیں۔ حضرت عبداللّٰہ بن مسعود رضی اللّٰہ عنہ نے فرمایا کہ صحابہ کرام کو یہود کی طرح دوڑنے سے بھی منع کیا جاتا تھا اور نصاریٰ کی طرح بہت آہستہ چلنے سے بھی اور حکم یہ تھا کہ ان دونوں چالوں کی درمیانی چال اختیار کرو۔ حضرت عائشہ رضی اللّٰہ عنھا نے کسی شخص کو بہت آہستہ چلتے دیکھا جیسے ابھی مر جائے گا تو لوگوں سے پوچھا یہ ایسے کیوں چلتا ہے؟ تو آپ کو یہ بات بتائی گئی کہ یہ قراء میں سے ہیں قراء قاری کی جمع کو کہتے ہیں اور اُس زمانے میں قاری اُس کو بھی کہا جاتا تھا جو تلاوتِ قرآن کی صحت اور آداب کے ساتھ قرآن کا عالم ہو مطلب یہ تھا کہ یہ کوئی بہت بڑا قاری عالم ہے اس لیے یہ ایسے چلتا ہے اس پر حضرت عائشہ رضی اللّٰہ عنہا نے فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللّٰہ عنہ سید القراء تھے اس سے زیادہ بڑے قاری تھے مگر ان کا حال کیا تھا جب چلتے تو زور سے چلتے جب بولتے تو قوت کے ساتھ بولتے اور جب پیٹتے تو خوب پیٹتے تھے۔ مراد کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللّٰہ عنہ کی یہ عادت نہیں تھی اور وہ کیا کرتے تھے ان کا موقع کی مناسبت سے ضرورت کے مطابق بڑا بہترین عمل تھا۔ یہاں پہ بھی جو اصل بات ہے جو میرے اور آپ کے عمل کی ہے وہ کیا ہے کہ ہم اپنی چال کو بھی ایک بہترین چال بنائیں اب آپ دیکھیں کہ حضرت لقمان علیہ السلام کو اپنے بیٹے کی چال کی بھی فکر ہے بعض لوگ ہوتے ہیں کہ چلتے ہیں تو ایک دفعہ ادھر مٹک لٹک کر ادھر کھڑے ہوگئے کبھی لٹک مٹک کر ادھر کو ہوگئے جوتوں کو زمین کے ساتھ گھسا گھسا کر عجیب سی ایک آواز پیدا ہوتی ہے بعض اوقات زور زور سے آواز آتی ہےایک جھنکار کی سی ایسے زور زور سے چلتے ہیں بعض عورتیں بھی کہ مرد بھی پیچھے مڑ مڑ کر دیکھتے ہیں تو حضرت لقمان علیہ السلام کا منشا یہ تھا کہ آپ کو اپنے بیٹے کی اتنی فکر تھی اس کے عقیدے کی بھی اس کے عمل کی بھی اس کے لوگوں کے ساتھ سماجی معاملات تعلقات کیسے ہیں کہا کہ نیکی کا حکم دے بدی سے منع کر پھر یہ کہ یہ صبر کرتا ہے کہ نہیں اس کی بھی آپ کو فکر

تھی اب یہ بھی فکر تھی کہ اس کی چال ڈھال اور اس کی گفتار کیسی ہے اور آپ کو پتہ ہی ہے کہ لباس ،چال ڈھال ، گفتگو ان سے مل کر ہی انسان کا کردار بنتا ہے۔ صحابہ کرام کے معاملات کا اندازہ آپ اس سے کر سکتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ ایک شخص کو سر جھکائے چلتے ہوئے دیکھا تو پکار کر فرمایا سر اٹھا کر چل اسلام مریض نہیں ہے اور ایک شخص کو انہوں نے مریل چال چلتے دیکھا تو فرمایا ظالم ہمارے دین کو کیوں مارے ڈالتا ہے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نزدیک دینداری کا اصل منشا کیا تھا یہ بھی نہیں کہ چلیں تو بیماروں کی طرح پھونک مار مار کر قدم رکھیں خواہ مخواہ اپنے آپ کو مسکین بنائیں اور یہ بھی نہیں کہ ہر وقت مرے ہوئے چلنا کہ لوگوں کو پتہ چلے کہ اسلام پر عمل کرنا دراصل افسردہ رہنا ہے۔ تو جتنا زیادہ بہترین عمل کرنے والا شخص ہے تو اس کو کیا کرنا چاہیے کہ اپنی جو چال ہے اپنی جو آواز ہے ان دونوں میں میانہ روی اختیار کی جائے کیونکہ آپ دیکھیں کہ ہم اپنی چال کو ایک مناسب چال بنا سکتے ہیں اور رسول اللہ ﷺ **کی** چال کیسی چال تھی۔ آپ کیسے چلتے تھے؟ رسول اللہ ﷺ جب چلتے تھے تو آپ کے چلنے کا انداز یہ ہوتا تھا کہ تیز تیز قدم رکھتے تھے اور ایسے لگتا تھا جیسے بلندی سے نیچے کی طرف آپ آرہے ہیں جیسے سفر کرتے ہوئےآپ کے قدموں کے اندر ایک وقار بھی ہوتا تھا اور اس کے علاوہ آپ کے چال کے اندر ایک تیزی بھی ہوتی تھی تو بہرحال رسول اللہ ﷺ **کا** انداز بڑا ہی خوبصورت تھا اب یہاں پہ جو اگلی بات ہے وہ کیا ہے **وَٱغْضُضْ مِن صَوْتِكَ ۚ** اور اپنی آواز ذرا پست رکھ اب آواز کو نیچے کرنے کو کہا جا رہا ہے کہ آواز کو ہلکا رکھ آپ نے پیچھے **" غض بصر "** پڑھا نگاہوں کو نیچے رکھ ہر وقت نیچے رکھنا مراد نہیں تھا اب یہاں پہ بھی کہا جا رہا ہے کہ آواز کو ذرانیچے رکھ اس کا یہ نہیں مطلب کہ آپ کی آواز کسی تک پہنچتی نہیں ہے پھر بھی آپ نیچا ہی بولیں گے اس کا مطلب یہ ہے کہ یہاں پر جو بات کی جارہی ہے کہ موقع محل کے مطابق آواز کو بلند بھی کیا جا سکتا ہے لیکن یہ پسندیدہ نہیں ہے کہ ہمیشہ حلق پھاڑ کر اور کان پھاڑنے والی آواز نکالی جائے کیوں؟ **إِنَّ أَنكَرَ ٱلْأَصْوَٰتِ لَصَوْتُ ٱلْحَمِيرِ** سب آوازوں سے زیادہ بری آواز گدھے کی آواز ہوتی ہے اب یہاں پر **أَنكَرَ** آیا ہے یہ آپ کو پتہ ہے اسم تفضیل ہے اس کے معنی ہیں جو سب سے زیادہ بری ہے مکروہ ہے بری آواز ہے اور **ٱلْأَصْوَٰتِ** صوت کی جمع ہے آوازیں اور کس کی آواز؟ **حَمِيرِ** گدھے کی آواز ہے اب آپ دیکھ لیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے نفرت دلانے کیلیے گدھے کا ذکر کیا ہے کیونکہ گدھے کی آواز بڑی کرخت ہوتی ہے اس کا لہجہ بڑا سخت ہوتا ہے جب وہ چیختا ہے تو کیسے چیختا ہے کتنے زور سے چیختا ہے تو گویا کے جو بات یہاں پر سمجھائی جا رہی ہے وہ یہ ہے کہ اپنی آواز میں بھی میانہ روی اختیار کرنی چاہیے کیونکہ اللہ تعالیٰ کو یہ بات پسند نہیں ہے کہ انسان زور زور سے چیخ چیخ کر چلا چلا کر بات کرے اور گدھے کی آواز ایسا نہیں ہے کہ اس کی آواز سب سے زیادہ اونچی سمجھی جاتی ہے صرف اتنا ہی نہیں ہے اونچی ہونے کے ساتھ جو اہم بات ہے کہ گدھے کی آواز سب سے بدتر ہے اس لیے **حدیث** میں آتا ہے کہ گدھے کی آواز سنو تو شیطان سے پناہ مانگو یہ بخاری کی روایت ہے کہ جب تمہیں گدھے کے ہینکنے کی یا اس کے زور سے آواز نکالنے کی آواز آئے تو اس وقت شیطان کی پناہ مانگو تو چوپائیوں میں سے سب سے زیادہ مکروہ آواز گدھے کی ہے جو بہت شور کرتا ہے اب آپ دیکھئے کہ یہاں پر اللہ رب العزت نے معاشرت کے آداب بتائے ہیں اور پہلا ادب کیا ہے کہ لوگوں سے ملاقات کے وقت رخ پھیر کر بات نہیں کرنی چاہیے آپ بات کر رہی ہوتی ہیں آپ کا رخ ادھر کو ہوتا ہے اور پیچھے آپ کسی سے بات کر کے اس کی طرف پیٹھ ہوتی ہے رخ دوسری طرف ہوتا ہے گویا کہ عزت نہیں ہم اس کی کر رہے تو منہ پھیر کر بات نہیں کرنی دوسری بات کیا کہی زمین پر اترا کر نہیں چلنا تیسری بات کیا کہی درمیانی چال چلنے کی ہدایت کی چوتھی بات کیا کی بہت زور سے شور مچا کر بولنے کی ممانعت کر دی تو چار

چیزیں یہاں پر بتائی گئی ہیں جو آدابِ معاشرت میں سے ہیں اور رسول اللہ ﷺ کے اندر یہ سب چیزیں جمع تھیں آپ بہترین عمل کرنے والے تھے جیسے حضرت حسینؓ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے اپنے والد حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ رسول اللہ ﷺ جب لوگوں کے ساتھ بیٹھتے تھے تو آپس میں آپ کا طرز عمل کیا ہوتا تھا انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ ہمیشہ خوش و خرم معلوم ہوتے تھے آپ کے اخلاق میں نرمی اور برتاؤ میں سہولت مندی تھی آپ کی طبیعت سخت نہ تھی بات میں درشت نہ تھی آپ نہ شور مچانے والے تھے نہ فحش گو تھے نہ کسی کو عیب لگاتے تھے نہ بخل کرتے تھے جو چیز دل کو نہ بھاتی اس کی جانب سے غفلت برتتے تھے دوسروں کو اس کی طرف سے ناامید بھی نہ کرتے تھے اور جو چیز اپنی مرغوب نہ ہو دوسرے کے حق میں اس کی کاٹ نہ کرتے تھے خاموشی اختیار کر رکھی تھی آپ نے تین چیزیں بالکل چھوڑ رکھی تھیں جس میں نمبر 1۔ جھگڑنا ، نمبر 2۔ تکبر کرنا ، نمبر 3۔ جو فضول چیزیں تھیں اس میں وہ مشغول ہی نہیں ہوتے تھے تو میں اور آپ اشرف المخلوقات میں سے ہیں اور ایک بہترین مسلمان ہم سب کو بننا چاہیے اور یہ باتیں جو ہیں یہ شکر کے منافی ہیں کہ ہم چیخیں چلائیں اور ویسے عورتوں کو چیخنے چلانے کی زیادہ عادت ہوتی ہے گھر کے اندر بعض اوقات لڑائی جھگڑے میں بہت چیختی چلاتی ہیں اونچی اونچی باتیں کرنا ،طعنے دینا یا پھر ایسے ہوتا ہے کہ عورتیں بچوں کے اوپرسارا دن چیختی چلاتی رہتی ہیں اور پھر جب ہم بہت زیادہ چیختے چلاتے ہیں تو اس کا نتیجہ کیا نکلتا کہ بچے ہماری بات کی کوئی پرواہ بھی نہیں کرتے کہ امی کی تو عادت ہے چیخنا امی کی تو عادت ہے زور زور سے بولنا اور باتیں کہنا اور بچوں کے اندر پھر ماں سے نفرت ہونی شروع ہوجاتی ہے اور اگر کسی کا باپ ایسے کرتا ہوگا تو ظاہر ہے کہ بچے اس سے بھی محبت نہیں کریں گے تو اصل بات یہ ہے کہ ہمیں اپنے ایسے جملے اور ایسی گفتگو جو ہم چیخ کر چلا کر کر رہے ہوتے ہیں تو اس پر ہمیں غور کرنا چاہیے اور اپنے اندر سے یہ چیزیں نکالنی چاہیں کیونکہ زیادہ چیخنے چلانے کا ہمیں نقصان ہے نمبر 1۔ ہمارا اخلاق خراب ہوتا ہے نمبر 2۔ ہمارا رب ناراض ہوتا ہے نمبر 3۔ اس کا کوئی مثبت فائدہ ہمیں نظر نہیں آتا اور اس کے علاوہ ہم قرآن اور سنت کے خلاف چلتے ہیں۔ تو یہ کوئی پسندیدہ چیز تو نہیں ہے پھر اس کے علاوہ ہر وقت بولتے رہنے کی بیماری ہو جاتی ہے زیادہ بولتے رہنا بڑ بڑاتے رہنا کبھی شوہر سے کبھی بچوں سے تو اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے بلڈ پریشر، شوگر ، ہر وقت غصے میں ہیں پھر کرنا کیا چاہیے؟ اپنی گفتگو کو اسلامی رنگ دینے کے لیے مجھے اور آپ کو اپنے دن اور رات کا جائزہ لینا پڑے گا پھر وہی بات آپ کہیں گی کہ پھر کام مل گیا آپ میں سے ہر شخص اپنے دن رات کا محاسبہ کرے اور اس میں میں بھی شامل ہوں میں بھی اپنا محاسبہ کروں میں آپ سے نہیں کہتی دراصل میں اپنے آپ سے کہتی ہوں میں بھی اور آپ بھی کہ میں کتنا چیختی ہوں، میں کون سے ایسے جملے، بولتی ہوں زور زور سے بولتی ہوں اور رسول اللہ ﷺ نے گدھے کی آواز سے تشبیہ دی ہے چیخ کر بولنا زور زور سے بولنا رسول اللہ ﷺ تو ایسا نہیں کرتے تھے اب آپ دیکھ لیجئے مثلاً رسول اللہ ﷺ کے بارے میں جو بات ہمارے سامنے آتی ہے وہ یہ ہے کہ آپ کا معاملہ کیا تھا؟ آپ کیا کرتے تھے؟ کہ اپنی محفل میں سب سے زیادہ باوقار ہوتے (باوقار بننے کیلئے کیا کرنا پڑے گا بہت زیادہ باتیں نہیں کرنی پڑیں گی جو زیادہ باتیں کرتا ہے وہ کبھی باوقار نہیں ہو سکتا اس کا وقار کم ہو جاتا ہے یا ختم ہو جاتا ہے کیوں ؟ بہت زیادہ باتیں کرنا ہر کسی سے گھل مل جانا چھوٹے سے بھی بڑے سے بھی اجنبی سے بھی جاننے والے سے بھی اور نتیجہ کیا نکلتا ہے کہ بہت زیادہ بولنے سے غلطیاں بہت ہو جاتی ہیں کبھی آپ مذاق کر رہے ہیں کبھی وہ آپ سے مذاق کر رہے ہیں حدوں سے باہر نکل گئے تو آپ پہلے آپ تھے پھر تم بن گئے پھر تم سے تُو پر آئے) تو کیا ہے کہ آپ ﷺ اپنی محفل میں سب سے زیادہ باوقار ہوتے ، نمبر 2۔ اپنے پاؤں

نہ پھیلاتے (اگر ٹانگوں میں درد ہو رہی ہے پاؤں میں درد ہوتی ہے تو ہم محفل والوں سے معذرت کرتے ہوئے پھیلا سکتے ہیں) بہت زیادہ خاموش رہتے، بلا ضرورت نہ بولتے، جو شخص نامناسب بات بولتا اس سے رخ پھیر لیتے، آپ کی ہنسی مسکراہت تھی (اس کی آپ کو اب تو سمجھ آئی نا ایک ہوتا ہے تبسم اور ایک ہوتا ہے **ضَحِکَ** ، یہ کیا ہوتا ہے منہ کھول کر ہنسنا اور تبسم کیا ہے تھوڑا سا مسکرانا یعنی مسکرانا اور ہنسنا ، آپ کا ہنسنا مسکرانا تھا آپ ہر وقت مسکراتے رہتے تھے بہت کم ہے کہ منہ کھول کر آپ ہنسے ہوں) اور کلام دو ٹوک نہ فضول زیادہ نہ کم آپ کے صحابہ کی ہنسی بھی آپ کے اتباع میں مسکراہٹ ہی کی حد تک ہوتی تو رسول اللہ ﷺ **کو** قرآن نے ایسے تو نہیں کہا **وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ** (4۔ سورت القلم) کہ آپ جو تھے وہ اخلاق کے اعلیٰ معیار پر قائم تھے تو رسول اللہ ﷺ **کی** بات کا اور انداز کیا تھا آپ کیسے بات کرتے تھے ؟ کسی کی عیب جوئی نہیں کرتے تھے وہی بات زبان پر لاتے جس سے ثواب کی امید ہوتی جب آپ بات کرتے تو آپ کے ساتھی صحابہ یوں سر جھکائے ہوئے ہوتے گویا سروں پر پرندے بیٹھے ہیں جب آپ خاموش ہوتے تو لوگ گفتگو کرتے (ہم سے یہ غلطی بھی ہو جاتی ہے کہ دوسرا بول رہا ہوتا ہے ہم بیچ میں بولنا شروع کرتے ہیں) لوگ آپ کے پاس گپ بازی نہ کرتے۔ فضول باتیں آپ کی موجودگی میں نہیں کرتے تھے آپ کا ایک رعب تھا آپ کی نیکی کا ایک اثر تھا وقار تھا آپ کے پاس جو کوئی بولتا سب اس کے لیے خاموش رہتے یہاں تک کہ وہ اپنی بات کو پوری کر لیتا ان کی بات وہی ہوتی جو ان کا پہلا شخص کرتا جس بات سے سب لوگ ہنستے اس سے آپ بھی ہنستے اور جس بات پر سب لوگ تعجب کرتے اس پر آپ بھی تعجب کرتے بہرحال بہت سی باتیں ہیں آپ الرحیق المختوم میں محسن انسانیت میں محمد عربی میں سیرت کی کتابوں میں پڑھیں میں بھی اس کو پڑھوں گی اور میرے اور آپ کے گھروں کے جھگڑے خاندان کے جھگڑے دوستوں کے جھگڑے آج بھی ختم ہو سکتے ہیں اگر میں اور آپ اپنی سیرت اور کردار کو اسوۂ رسول ﷺ اور قرآن کے مطابق ڈھال لیں یہ وصیتیں جو حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو کی ہیں وہ اس لیے نہیں کیں کہ ان کو پڑھیں اور پھر آگے گزر جائیں یہ اس لیے کی ہیں کہ میں اور آپ ان پر عمل کریں اور میرے اور آپ کے عمل کی یہ آیتیں زینت بن جائیں تو یہ جو حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی ہے تو اس میں اونچی آواز سے چیخ چلا کر بات کرنے سے منع کیا ہے تو بعض گھروں میں چیخنے چلانے کی بہت عادت ہوتی ہے اور ایک گھر میں اس وجہ سے طلاق تک بات آگئی کہ بیوی چیختی بہت زیادہ تھی چلاتی بہت زیادہ تھی پھر اس کا ہمیں کوئی تو حل تلاش کرنا ہے اور ہمیں اپنا محاسبہ بھی کرنا ہے اپنا جائزہ بھی لینا ہے اور یہاں پر انہوں نے جو نصیحتیں کی ہیں حضرت لقمان نے تو ان ساری نصیحتوں کا نچوڑ کیا ہے کہ شکر گزار بنا جائے شکر ہی اصل میں بندگی ہے۔
علم پر عمل حکمت ہے اور حکمت کیا ہے کہ انسان شکر گزار بنے تو حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کو شکر گزار بننے کی نصیحت کی ہے اور دوسری اہم بات کیا ہے کہ تکبر نہ کیا جائے یہ اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے اور تکبر اتنی بری صفت ہے اتنی شدید بیماری ہے پتہ بھی نہیں چلتا اور انسان کے کردار میں تکبر آجاتا ہے مجھے تو یہ چیز بڑی ڈراتی ہے اور یقیناً آپ بھی اس سے سہمتے ہوں گے کہ کالی رات میں کالے پتھر پر کالی چیونٹی۔ پتہ ہی نہیں چلتا کہ کب تکبر میرے اور آپ کے عمل کے اندر داخل ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا کرے ہم سب سے راضی ہو جائے اور ہم سب کو بہترین مسلمان بنائے اب تک کی زندگی میں بہت سی غلطیاں اور کوتائیاں ہوئیں ہم چیختے بھی تھے ہم بولتے بھی تھے ہم تکبر کرتے تھے ہم ناشکری کرتے تھے ہمارے گھروں میں جھگڑے ہوتے تھے ہماری چال ٹھیک نہیں تھی ہم نے اپنے والدین کی خدمت میں بڑی کمی کی تھی خوفِ خدا ہمارے اندر نہیں تھا کیونکہ جب پیچھے آپ نے آیت نمبر 16 میں خوفِ خدا اور اللہ کی عظیم قدرت کے

بارے میں پڑھا تو اس کا نچوڑ کیا ہے کہ زبان پر بھی تقویٰ کے پہرے اور قدموں پر بھی تقویٰ کے پہرے بٹھا دئیے جائیں اب زبان سے کوئی جملہ نکالیں گے تو ڈر ڈر کر ایک ایک قدم اٹھائیں گے تو سوچ کر کس راستے میں اٹھا رہے ہیں کیوں اٹھا رہے ہیں اور تقویٰ کے تحت قدم اٹھائیں گے۔ تقویٰ زبان کو بھی لگام دیتا ہے اور قدموں کو بھی لگام دیتا ہے اور **حَكَمَ** اصل میں جو جانور کو لگام پہنائی جاتی ہے اس کو کہتے ہیں وہ کیا کرتی ہے؟ لگام وہ رسی ہوتی ہے جو ناک کے اندر سے اور ادھر اس کے منہ پر ڈال دی جاتی ہے کیا کرتی ہے اس کو کنٹرول کرتی ہے تو حکمت بھی انسان کو کنٹرول کرتی ہے اسی سے یہ لفظ نکلا ہے تو اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو بہترین عمل کرنے والا بنائے ہم سب سے راضی ہو جائے دوڑو زمانہ چال قیامت کی چل گیا۔ کچھ بہنیں ہیں نیکیوں میں آگے نکل گئی ہیں میں اور آپ ہیں کھڑے ہوئے ہیں اور کیا کر رہے ہیں سوچ رہے ہیں کہ خیال اچھا ہے

؎ ان کی پرواز انہیں تابہ فلک لے پہنچی

ہم یہی سوچ رہے ہیں کہ خیال اچھا ہے

"اس کی صحبت میں بیٹھ کر دیکھو کہ زندگی کتنی خوبصورت ہے"۔ کاش میری اور آپ کی زندگی ایسی ہو کہ اس کے بعد لوگ یہ پکار اٹھیں کہ اس کی صحبت میں بیٹھ کر دیکھو کہ زندگی کتنی خوبصورت ہے اور یہ صحابہ کی صحبت ہے یہ رسول اللہ کی صحبت ہے۔ **سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ نَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ نَسْتَغْفِرُكَ وَنَتُوْبُ إِلَيْكَ**